اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار چھپتا ہے

۱۵ مارچ ۱۹۳۱ء — ۲۶ شوال ۱۳۴۹ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے ۸ ر

نمبر ۷ — جلد ۵

ایڈیٹر

قادیان دار الامان سے قاضی محمد ظہور الدین اکمل یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

سچا مذہب اسلام	۳ – ۶	محترمہ زیب النساء بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محمد منظور احمد صاحب نارائن پیٹھ دکن
ہمارا ہادی ہمارا پیشوا	۶ – ۱۰	اہلیہ سید ہاشم علی صاحب قوال شہر دوایہ
علم	۱۱ – ۱۲	ع - ب بنت چوہدری غلام حسن صاحب (لائل پور)
غرور	۱۲ – ۱۴	محترمہ افضل النساء بیگم صاحبہ ہوشیار پور
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلاموں سے سلوک	۱۴ – ۱۶	محترمہ سردار بیگم صاحبہ افضل شاہ قادیان
حضرت خاتون جنت	۱۶ – ۱۸	ماخوذ

فلسفۂ نکاح

کیا عجب قدرت کی ہیں نیرنگیاں
پرورش کر کے اٹھارہ سال تک
کیا عجب افتاد یہ دُنیا کی ہے
صوفیاء اور انبیاء اور اولیاء
ہاتھ سے کرتے ہیں رخصت انکو خود
کل تلک جو تھے عزیز اور اقرباء
آج ان کو کیا خدا جانے ہُوا
ایک دن رکھنا اسے دو بھر ہے اب
آہ کیا ہستی ہے بیٹی ذات کی

محوِ حیرت کیوں نہ ہو سارا جہاں
سونپ دیتے غیر کو ہیں لڑکیاں
عقل سے بالا ہے برتر از گماں
ہے یہی دستور سب کا بے گماں
روز و شب کرتے فدا تھے جنپہ جاں
کیا چچا کیا باپ کیا بھائی کی جاں
ہوگئی کیوں انپہ وہ بارِ گراں
آج اُس سے پھر گیا سارا جہاں
ہے فقط وہ چند روزہ میہماں

اے دلِ اندوہ گیں کچھ ہوش کر
نالۂ دلگیر کو خاموش کر

کیوں خیالِ خام میں ہے مبتلاء
گو بظاہر ہے نظر آتا فراق
ذاتِ باری جو سراسر ہے علیم
آدمؑ و حوّا کو پیدا کر دیا
تخم ریزی ہاتھ سے خود اسنے کی
گر نہ ہوتا اس کو یہ منظور پھر
اس جُدائی میں ہے مضمر رازِ وصل
خود کو اس نے آشکارا کر دیا
تھا خُدا مخفی خزانہ سر بسر
اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہُوا
دائرہ تخلیق کا پورا ہُوا

کیوں ہُوا ہے اس قدر تُو بے قرار
ہے اسی سے نسلِ آدم برقرار
کر دیا یہ بھید اس نے آشکار
تا ہوں جاری اُن سے نسلیں بے شمار
نسلِ آدم تا کہ ہو بابرگ و بار
کِس طرح دُنیا کا چلتا کاروبار
سوچ تُو اسکو ذرا اے ہوشیار
جب دلِ آدمؑ پہ اُترا آکے یار
خلقِ آدم سے ہُوا وہ آشکار
صنفِ نازک ہو شریکِ کاروبار
نخلِ آدمؑ کو لگے شیریں ثمار

بقیہ صفحہ ۱۹ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

سچا مذہب اسلام

اے میری معزز بہنو! اسلام ایک ایسا سچا مذہب ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب پر اگر نظر ڈالی جائے تو بجز اسلام کے ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ شروع سے ہی یہ مذاہب جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ جب سے اسلام کا ظہور ہوا ہے۔ تب سے خدا تعالیٰ نے ان تمام مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ جس کی وجہ یہ ایسے باغ کی مانند ہو گئے جس کا کوئی مالی یا باغبان نہیں۔ جو اس کی صفائی یا آبپاشی کا انتظام کرے۔ روحانیت جو مذہب کی اصل جڑ ہوتی ہے وہ باقی نہیں رہی۔ صرف خشک الفاظ ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہیں کیا (بس سچا اور زندہ مذہب اسلام ہی ہے) چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر صدی پر نئے سرے سے اس کی آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ سُنّتِ قدیمہ ہے کہ جب کبھی خدا کا بندہ اصلاح کے لئے آتا تو جاہل لوگ اس کو ستاتے اور ایذائیں دیتے مگر انجام کار صادقین کی ہی فتح ہوتی۔ اسی سُنّت قدیمہ کے بموجب۔ اس آخری زمانے میں جو ہدایت اور ضلالت کی آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو تازہ کیا اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سب مذاہب مر گئے۔ ان میں روحانیت باقی نہیں اور بہت سی غلطیاں ان میں پھیل گئیں جیسے وہ کپڑا جو کبھی دھویا نہ جائے اس پر میل جم جاتی ہے۔ ایسے لوگوں نے جن کو روحانیت سے کچھ حصہ نہ تھا اپنی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب میں بے جا دخل دیا۔ بلکہ ان کی اصلی صورت بگاڑ دی۔ وہ اب کچھ اور ہی بن گئے۔ مثلاً مذہب عیسائیت ہی کو دیکھو کہ پہلے وہ کیسے پاک اصول پر مبنی تھا۔ اور جس تعلیم کو حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام نے پیش کیا۔ اگرچہ وہ قرآنی تعلیم کے مقابل ناقص تھی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہیں آیا تھا۔ اور رموز و رقابلیتیں اس قابل بھی نہ تھیں جو کامل تعلیم کو جذب کر سکیں۔ پھر بھی وہ تعلیم اس زمانے کے لحاظ سے نہایت ہی عمدہ تھی۔ اُسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔ جس کی طرف توریت نے رہنمائی کی۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیوں کا ایک اور ہی خدا ہو گیا۔ جس کا توریت کی تعلیم میں کچھ بھی ذکر نہیں۔ اس نئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سلسلہ توریت کا اُلٹ گیا۔ گناہوں کے گند سے بچنے اور حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے جو ہدایتیں توریت میں تھیں وہ سب درہم ہو گئیں۔ اور تمام گناہ سے پاک ہونے کا مدار اس اقرار پر آگیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السّلام نے سب کو نجات دینے کیلئے

خود صلیب قبول کر لی - اور وہ خدا ہی تھے - کیا ہی تعجب کی بات ہے کہ گناہ کریں یہ اور کفارہ ہوں مسیح - جو نہ تو انصاف کی مقتضی ہے اور نہ عقل ہی مان سکتی ہے - نہ صرف یہی بلکہ اور بہت سے ابدی احکام توڑ دیئے گئے اور مذہب عیسائیت میں ایک ایسی تبدیلی ہو گئی کہ اگر احیاناً حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی دوبارہ تشریف لائیں تو وہ اس مذہب کو نہ پہچانینگے)

جبکہ دنیا میں ہر قسم کی بدیاں کمال کو پہنچ چکی تھیں تو زمانہ کامل شریعت کا مقتضی تھا - اور ایک ہی عالمگیر مذہب کی ضرورت تھی - پس خدا نے ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا میں قائم فرمایا - عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کیلئے بطور ایک علامت کے تھا - یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تھا اور تمام ہندوستان میں بت پرستی کا رواج ہو چکا تھا - غرض ظہور اسلام کیلئے یہ تمام بگاڑ ان مذاہب میں پیدا ہو گئے - اور یہ علامات ضرورت اسلام کیلئے ہی تھیں - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہتم بالشان و اہم کام یہ کیا کہ آپ نے گمشدہ توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم فرمایا - اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں کیا کہ آپ نے دنیا کو تاریکی میں پایا اور پھر آپکے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی - جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہیں ہوئے - جب تک کہ اس قوم نے شرک کا جوا اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے - اور وہ وہ کام صدق و وفا کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جسکی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں نہیں پائی جاتی - یہ کامیابی بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی - یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ہے - کہ آپ ایسے زمانے میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت سے پُر تھا - اور طبعاً ایک سب سے بڑے مصلح کا خواستگار تھا - اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا - جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے - یہ کامل اصلاح آپ سے ہی مخصوص تھی کہ آپ نے ایک وحشی اور بہائم صفت قوم کو انسان بنایا - اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان - اور تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا - اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی - اور سچے خدا سے ان کا تعلق پیدا کر دیا - بکریوں کی طرح ذبح کیئے گئے - اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے - مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا - بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے ہی آگے قدم بڑھایا - پس بلاشبہ ہمارے نبی آنحضرت صلعم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے - جیسے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے - (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی) تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے - آپ کی شریعت صفات جلالیہ اور جمالیہ دونو کی حامل تھی +

اے میری بہنو! خدا کے ہاں کا ایک دن ہمارے ہاں کا ایک ہزار برس ہے - اسی طرح کی مناسبت سے خدا تعالیٰ کے سات دن ہمارے ہاں کے سات ہزار برس

ہیں۔ خدا نے آدم سے لیکر آخر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس (یعنی خدا کے سات دن) رکھی ہے۔ ہدایت اور گمراہی کے لئے۔ ایک ایک ہزار سال کے دور مقرر کیئے ہیں یعنی ایک دور ہدایت کا دوسرا ضلالت کا۔ پہلا دور ہدایت کے غلبہ کا تھا۔ جس میں بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ دوسرا دور جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں شروع ہو گئیں۔ تیسرا دور جو ہزار سال کا تھا۔ اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی۔ پھر ہزار چہارم میں ضلالت نمودار ہوئی۔ جس میں سخت درجہ بنی اسرائیل بگڑے۔ پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ پھر ہزار ششم جو ضلالت کا ہزار ہے۔ اس وقت کے لوگوں کا نام آنحضرت صلعم نے فیج اعوج رکھا ہے۔ اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے (جس میں ہم موجود ہیں) چونکہ یہ آخری ہزار ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر زمان اس کے سر پر پیدا ہوں اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیحؑ۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔ اس ہزار میں دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جیسپر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ اور نبیوں کا یہ اتفاق تھا کہ مسیح موعودؑ ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہو گا اور چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو گا۔ اور مسیح موعودؑ کو خدا نے آدمؑ کے رنگ میں پیدا کیا (جیسا کہ آدمؑ جوڑا پیدا ہوئے تھے۔ اور بروز جمعہ پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح ہمارے مسیح موعودؑ بھی جوڑا بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ پہلے ایک لڑکی پھر اس کے عقب میں آپ پیدا ہوئے) آخری زمانہ میں بکثرت نہریں جاری ہونگی۔ کتابیں کثرت سے شائع ہونگی۔ پہاڑ اڑا دیئے جائینگے۔ اور زراعت کے لئے زمین بہت آباد ہو جائیگی۔ اور ملاقاتوں کے لئے راہیں کھل جائینگی۔ اور قوموں میں مذہبی سرگرمیاں بہت پیدا ہونگی اور ایک قوم دوسری قوم کے مذہب پر ایک موج کی طرح ٹوٹ پڑیگی تا اُن کو بالکل نابود کردے اور زمین سے بہت سی کانیں اور مخفی چیزیں نکلیں گی۔ اور زمین پر طاعون بہت پھیل جائیگی اور آسمان پر خسوف و کسوف ہو گا۔ اور اونٹ بیکار ہو جائینگے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب علامتیں مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں بعض کا خیال ہے کہ ہمیں کسی مسیح موعودؑ کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ اور کہتے ہیں گو ہم نے مانا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن جبکہ ہم مسلمان ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور احکام اسلام کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں مسیحؑ و مہدی کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اول تو وہ مسلمان ہونیکا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا اور رسولؐ کے احکام نہیں مانتے۔ حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعودؑ ظاہر ہو تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو۔ اور اگر برف پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے۔ تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ۔ اور اس کے ماننے میں دریغ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم رحمت سے ایسے لوگوں کی عقلوں پر سے غفلت کے پردوں کو اُٹھا دے تا بیجا تعصب و ہٹ دھرمی سے نکل کر ان میں صراط مستقیم پر چلنے کی تڑپ پیدا ہو جائے۔ فقط

پس میں ہادی برحق کی جناب میں دُعا کرتی ہوں کہ اے خدا تو ہر ایک نیک فطرت انسان کو سچے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ تا وہ اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو کر خدا اور رسول صلعم کی خوشنودی حاصل کر سکیں (چونکہ تیرا وعدہ اس سچے سلسلہ کو بڑھانیکا ہے لہٰذا دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرما۔ اور ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہمیشہ صحت و عافیت سے رکھ۔ خلیفہ کی آواز پر ہمیں لبیک کہنے کی توفیق دے۔ ہماری دینی قابلیت بڑھا) آمین ثم آمین ؁

راقمہ زیب النساء بیگم احمد اہلیہ محمد منظور صاحب احمدی
از نارائن پیٹھ (دکن)

ہمارا ہادی ہمارا پیشوا

آج دل میں مدحِ ختم الانبیاء کا جوش ہے
مدحتِ خیر الوریٰ نور الہدیٰ کا جوش ہے
فکر خوئے مصطفےٰ بدر الدجیٰ کا جوش ہے
ذکر روئے مجتبیٰ صاحب لوا کا جوش ہے
کر کے بھیجا حق نے جسکو رحمۃ للعالمین
جسکی پا بوسی کو دوڑا شوق سے جبرئیل بریں
جلوہ گر تھا جسکے دل میں نورِ پاک کبریا
ذکر کرتے آئے جس کے نور کا سب انبیاء
سیّدِ کونین ہے جس کا خطاب با صفا
فخرِ آدم فخرِ عالم منبعِ نورِ ھدا
اس کے احمد اور محمد دو نو پیارے نام ہیں
نام میں ہیں خوبیاں اور خوبیاں اسکے کام ہیں
وہ یتیموں کا سہارا صاحبِ خُلقِ عظیم
جسکی خوئے پاک فرماتا ہے قرآن کریم
وہ یتیم اور دُرجِ علم فیض کا دُرِ یتیم
چشمۂ لطف و کرم دریائے رحمت اور رحیم
اپنے بیگانے کو جس نے اپنا شیدا کر لیا
خُلقِ عالم گیر سے دیوانہ اپنا کر لیا
کیا عرب کا حال تھا اور کیا عجم کا حال تھا
بدروی کا ہر طرف پھیلا ہوا اِک جال تھا
ساری دُنیا میں غرض نیکی کا گویا کال تھا
بانوئے گیتی کا بگڑا حُسنِ خط و خال تھا
آ کے دنیا کو سنوارا بانیٔ اسلام نے
واہ کیا تاثیر پیدا کی خدا کے نام نے
غور سے دیکھو محمد میں ہیں موسیٰؑ کے کمال
نوحؑ و ابراہیمؑ اور الیاسؑ و یحییٰؑ کے کمال
یُونسؑ و ایوبؑ اور ادریسؑ و عیسیٰؑ کے کمال
اُسمیں اور اُسکے غلاموں میں مسیحا کے کمال
مختصر یہ ہے کہ ہیں وہ مظہرِ کل انبیاءؑ
فیضیاب اُن کی نبوت سے ہیں سارے اولیاء
دیکھتے ہیں ہم خدا کو اُس نبوت کے طفیل
اس نبیٔ ہاشمیؐ کے بخت و دولت کے طفیل
چلتے ہیں سیدھے فقط اُن کی ہدایت کے طفیل
پاتے ہیں راہِ خدا ان کی شریعت کے طفیل
اس نبوت کا قیامت تک برابر فیض ہے
یہ نبوت غور سے دیکھیں سراسر فیض ہے

سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل ستودہ کے بیان کے لئے قلم اُٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور پھر جیسے ہیچمدان اور بے سروسامان کا جس کا دائرۂ علم اور معلومات بہت ہی محدود ہے اُس کی تعریف و ثناخوانی کرنا چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے چونکہ اُس پیارے نبی اکرم صلعم کی ہر ایک بات اور ہر پہلو تعریف کے لائق ہے اس لئے عاجزہ بھی چند چیدہ چیدہ حالات نہایت مختصر طور پر عرض کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے +

آپؐ کی مہمان نوازی آپ کا عدل و انصاف آپؐ کی دلداری و اخلاق یتیموں پر احسانات اور رحم اور سب سے بڑھکر ہم غریب عورتوں پر انعامات +

مہمان نوازی

آپؐ اس قدر مہمان نواز تھے کہ غیر مُسلم اور کفار لوگ بارہا حضورؐ کے ہاں مہمان ٹھیرتے اور حضورؐ انکو شکم پُر کرکے کھانا کھلاتے چاہے آپکو اور آپؐ کے تمام اہلبیت کو بھوکا ہی رہنا پڑتا لیکن حضورؐ کبھی اپنی پیشانی پر شکن تک نہ لاتے - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کافر حضورؐ کے ہاں مہمان ہُوا آپؐ نے اس کے سامنے اوّل ایک بکری کا دودھ پیش کیا جب وہ پی چکا - تب دوسری بکری کا پھر تیسری چوتھی یہاں تک کے سرورِ عالم کے ہاں سات بکریاں تھیں اُن سب کا دودھ نہایت خندہ پیشانی سے اُس مہمان کو پلادیا - اُس مہمان پر اُس قدسی صفت میزبان کی تواضع اور مہمان نوازی کا ایسا اعلیٰ اثر ہوا کہ وہ حضورؐ کے قدموں پر گر پڑا اور ایمان لے آیا +

KHILAFAT LIBRARY

عدل و انصاف

حضورؐ کے عدل و انصاف کے متعلق بیانتک روایات ہیں - کہ باوجود آپؐ کے کفار لوگ بیحد دشمن تھے - مگر آپؐ اپنے دشمن کے ساتھ بھی نہایت محبت سے پیش آتے اور اگر کوئی کافر بیمار ہوجاتا اور آپؐ کو پتہ لگتا کہ فلاں شخص بیمار ہے تو آپ عیادت کے لئے ضرور اُسکے گھر جاتے اور نہایت محبت اور تسلّی کے ساتھ اُس کو پوچھتے آپؐ نے کبھی بیجا طرفداری اپنے مسلمان بھائیوں کی نہیں کی بلکہ کسی معاملہ میں کسی مسلمان کی زیادتی ہوتی تھی تو اُسکو سمجھاتے تھے - ایک دفعہ ایک مسلمان کا ایک یہودی کے ساتھ جو بڑا اُنکا کافر اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا جھگڑا ہوگیا اُس نے حضورؐ سے آکر شکایت کی کہ مجھ کو فلاں مسلمان نے مارا ہے - چنانچہ آپؐ نے اُس مسلمان کو بلایا اور سمجھایا اور یہودی کی بڑی تسلّی کی +

آپؐ کی دلداری

آپؐ اسقدر خیال رکھتے تھے کہ کسی کا دل کسی صورت سے بھی نہیں دُکھانا چاہیئے - جب آپؐ مدینہ منوّرہ میں ہجرت کرکے تشریف لے جارہے تھے - آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے حضورؐ کی آمد سے تمام مدینہ والوں کو بیحد خوشی ہوئی اور ہر ایک یہی خواہش رکھتا تھا کہ حضورؐ میرے ہاں مہمان ٹھیریں لیکن حضورؐ نے ہر ایک کی دلجوئی کا خیال رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں اگر کسی خاص

آدمی کے مہمان ٹھیرونگا تو دوسرے محسوس کرینگے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں اپنی اونٹنی کی نکیل چھوڑے دیتا ہوں یہ جس کے ہاں کھڑی ہو جائے گی۔ میں وہیں قیام کرونگا چنانچہ آپؐنے ایسا ہی کیا اور اونٹنی ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر جا ٹھیری آپؐنے وہیں قیام کیا۔ تمام مدینہ والے خوش ہو گئے اور کسی کو شکایت کا موقعہ نہ رہا۔ آپؐ غریبوں پر بے انتہا رحم فرماتے مقروضوں کا بار اُٹھاتے۔ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ✤

KHILAFAT LIBRARY

مساوات کا درجہ

پہلے زمانہ میں امیر لوگوں کے گھر لڑکے لڑکیاں غلام زر خرید ہوتے تھے۔ حضورؐ نے اس رسم کو ترک کیا۔ حضورؐ کی قائم کردہ مساوات کا یہ کرشمہ ہے جو دنیا کے کسی ملک اور کسی قوم میں بھی نہیں پایا جاتا اسلام کا بڑے سے بڑا رئیس یا بادشاہ ایک غریب سے غریب مسلمان کے ساتھ ایک ہی صف میں بالکل نزدیک کھڑے ہو کر خدا کی عبادت یعنی نماز ادا کرتا ہے ایک ہی طرح سجدہ رکوع کرتے ہوئے خدا کے حضور سرنگوں دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پہلے زمانہ میں جو لڑکے لڑکیاں غلام ہوتے تھے اُن کو آزاد کرایا اور یہاں تک عزت بخشی کہ اُنکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ زید بن حارث جو حضورؐ کی بیوی حضرت خدیجہؓ کے پاس غلام لڑکا تھا آپؐنے ان سے اُس کو مانگ لیا اور اس کو آزاد کر دیا اور اُس پر یہاں تک نہایت مہربانی کی کہ اپنے خاندان کی لڑکی سے اُسکی شادی کر دی میرا خیال ہے کہ آجتک کسی اور نے دنیا میں مساوات کی ایسی مثال نہیں پیش کی ✤ اللّٰھمّ صلِّ علٰی محمّدٍ و بارك وسلّم ✤

صنفِ نازک پر احسان رسول کریم صلعم کے

تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے تمام اہلِ مذاہب مسلمانوں کے دوش بدوش رہ کر اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی تمدّن کا مشاہدہ کر چکے ہیں ہر مذہب اپنی جگہ پر عورت کو اعلیٰ حیثیت دینے کا مدعی ہے اور عملاً اس کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ لیکن اصلیت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اسی رسولِ عربی صلعم کی تعلیم کے اثرات ہیں ✤

اب سے تیرہ سو سال قبل آپؐنے اس کمزور اور مظلوم ہستی کی حمایت کی۔ آپؐنے بتایا کہ عورت بھی خدا تعالیٰ کی ویسی ہی مخلوق ہے جیسے مرد۔ انسانیت میں اس کی بھی وہی حیثیت ہے جو مردوں کی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اُس کے قرب کو عورت بھی اُنہیں شرائط کی پابندی کر کے حاصل کر سکتی ہے جو مردوں کے لئے مقرر ہیں اُسکے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ویسے ہی مقبول ہیں جیسے مردوں کے۔ آپؐنے فرمایا ایک ایماندار عفیفہ جو احکام شریعت کی پابند ہو جنّت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے۔ ماں کی حیثیت سے عورت کی قریباً تمام قومیں عزّت کرتی ہیں لیکن اس بارے میں بھی رسول کریم صلعم کا ارشاد ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ آپؐنے فرمایا جنّت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے ماں کے ساتھ بدسلوکی اور بے ادبی کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے اور خدا کے انعامات سے دُور ہو جاتا ہے اگرچہ اُس کے دوسرے اعمال اچھے بھی ہوں ؂

عورت کی سب سے زیادہ اہم لیکن سب سے زیادہ مظلومانہ حیثیت وہ ہے جو بیوی کے نام سے موسوم ہے اسی وجہ سے صنفِ نازک کے محسنِ اعظم رسول کریم صلعم نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بہت زیادہ تاکید فرمائی۔ آپ نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا سلوک اپنی بیوی سے سب سے اچھا ہے۔ اور میرا سلوک اپنی بیویوں سے تم سب سے اچھا ہے۔ یہ ایک بڑی صداقت ہے جس سے بیوی کی حیثیت اور عزت پوری طرح سے ظاہر ہوتی ہے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا نیکی کا ایک بڑا معیار قرار دیا گیا ہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ بیوی کے کیا حقوق ہیں۔ آپ نے فرمایا جو تم کھاؤ وہی اُسے کھلاؤ۔ جب تم نئے کپڑے پہنو تو اس کے لئے بھی بنواؤ۔ کبھی اُسکے مُنہ پر نہ مارو۔ اُسے کوئی بُرا کلمہ نہ کہو۔ بیوی کو بھی اُسی حیثیت میں رکھنا ضروری ہے جس حیثیت میں تم رہتے ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ تم خود اچھی حالت میں رہو اور بیوی کو اپنے سے کم درجہ میں رکھو۔ تم اُسکو ذلیل و رسوا نہ کرو۔ اگر کبھی رنجش کے دُور کرنے یا اور کسی قسم کی اصلاح کے لئے علیحدگی اختیار کرنی پڑے تو گھر کی چار دیواری کے اندر ہی ہو کہ ایسا کر سکتے ہو تاکہ اُنس و محبت میں کمی نہ ہو۔ شوہروں پر بیویوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے بیویوں پر شوہر کے شوہر کے حقوق پر تو تمام مذاہب نے زور دیا مگر بیوی کے حقوق کو سب نے ہی پس پشت ڈال رکھا۔ یہ اسلام ہی ہے جو کہتا ہے۔ صرف تمہارے ہی حقوق بیویوں پر نہیں بلکہ اُن کے حقوق بھی تم پر ہیں۔ اور جس طرح تم اپنے حقوق کی ادائیگی چاہتے ہو۔ اُسی طرح اُن کے حقوق بھی ادا کرو۔ رسول کریم صلعم کو عورتوں کے حقوق کا اسقدر خیال تھا۔ کہ آپ نے آخری خطبہ حج کے موقعہ پر عرفات میں دیا تھا۔ اس میں حضورؐ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! کچھ حقوق عورتوں کے تمہارے ذمے ہیں اور کچھ حقوق تمہارے اُن کے ذمے ہیں۔ اپنی بیویوں سے رحم سے پیش آؤ۔ پس میری بہنو! سوچنے کا مقام ہے کہ ہمارے محسنِ اعظم نبی کریم صلعم کو اپنی آخری وصیت میں بھی ہماری فلاح و بہبودی کا خیال تھا اللّٰھم صل علےٰ محمدؐ و بارک وسلم ؂

عورت بحیثیت بیٹی

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف دختر کُشی کی وحشیانہ رسم کو قطعاً ممنوع قرار دیا بلکہ آپ نے لڑکیوں کے ساتھ لُطف و محبت سے پیش آنیکی تاکید فرمائی ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا جس کو خدا لڑکیاں دے اور وہ اُن کے ساتھ سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس شخص کے لئے دوزخ سے بچانے والی ہو جائینگی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی وہ اور میں قیامت میں یوں ہونگے پھر آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں یعنی ایسا شخص میرے ساتھ ہوگا۔ رسولِ کریم

نے یتیم اور عورت کے بارے میں فرمایا ہے۔ خدا سے ڈرو چونکہ یہ کمزور طبقے ہیں اس لئے آپ نے تاکید فرمائی۔ کہ ان کی کمزوری کی وجہ سے ان کی حق تلفی مت کرو خدا سے ڈر کر ان کے حقوق ادا کرو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو خدا تم سے باز پرس کریگا۔ سبحان اللہ۔ یہ سب کچھ آپ نے اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ عورت کی عظمت کو اپنے خدام کے دلوں میں بھی ایسا راسخ کیا کہ جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص بیوی کی شکایت کرنے آتا ہے۔ دروازے پر پہنچتا ہے اندر سے عورت کے سخت بولنے کی آواز آتی ہے حضرت عمرؓ جن کے رعب سے سلطنتیں کانپ رہی ہیں۔ بیوی کے سامنے بالکل خاموش ہیں۔ اتنے میں اذان ہوتی ہے خلیفۂ وقت باہر نکلتے ہیں۔ اُس شخص سے ملاقات ہوتی ہے وجہ آنے کی دریافت کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے۔ کہ بیوی کی شکایت لیکر حاضر ہوا تھا۔ مگر آپ کا اپنی بیوی کی سختی پر تحمل دیکھ کر میں بھی صبر کرتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ عورت کے دردِ زہ کے مقابلہ میں میرا تحمل اور تیرا صبر کچھ حقیقت نہیں رکھتا غرض اُس نبی کریم صلعم کے احسان تو تمام دنیا پر ہیں لیکن خاص کر عورتوں کے لئے آپ ابر رحمت بنکر آئے۔ ہم گری ہوئی ہستی کو آپ نے کھڑا کیا۔ س

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفےٰ ؐ سب نبیوں کا سردار

پس اے فرقۂ اناث ذرا سوچو! کہ کس نے تم کو باپ سے زیادہ ہمدرد اور بھائی سے زیادہ رفیق بن کر زندہ درگور ہونے سے بچایا۔ اور پھر کس نے تم کو اس حالت سے جو غلامی کی حالت سے مشابہ تھی نجات دلا کر مساوات اور آزادی کا درجہ عطا فرمایا۔ اور کس نے عورت مرد کے تعلقات کو بہترین صورت میں قائم رکھنے کیلئے نہایت اعلیٰ تعلیم پیش کی۔ اور مردوں کو حُسن سلوک کرنے کا حُکم دیا۔ پھر کیا تمھاری غیرت گوارا کرتی ہے کہ اپنے محسن اور ہمدرد کو کوئی بُرا بھلا کہے اور تم خاموش سُنا کرو۔ اگر تمہارے سامنے کوئی تمھارے کسی عزیز کو بُرا کہے تو کیا سُن سکتی ہو ہرگز نہیں۔ تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کس طرح سُن سکتی ہو؟

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہزار ہزار درود ہوں۔ جنہوں نے اس وقت گم شدہ جادۂ حق پھر دکھایا۔ اور آپ کے خلیفہ پر ہزار ہا رحمتیں خدا کی نازل ہوں جنہوں نے ہم کو موقعہ دیا رسول کریم صلعم کے احسانات کی طرف متوجہ کیا۔ کہ ہم اپنے عمل سے آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ س

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اہلیہ سید ہاشم علی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر
نواں شہر دوابہ

KHILAFAT LIBRARY

مصباح کا سالانہ چندہ جن بہنوں نے تاحال ادا نہیں کیا وہ مہربانی فرما کر چندہ مجلس مشاورت میں آنیوالوں کے ذریعے یا منی آرڈر بھجوادیں ورنہ وی۔ پی تیار ہو رہے ہیں۔ (مینیجر)

عِلم

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک دُعا سکھائی ہے۔ وہ دُعا سب کے لئے ہے۔ صرف مردوں یا صرف عورتوں یا صرف کسی خاص حصۂ انسان کے لئے نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ ۱۶ - ع ۱)

ترجمہ۔ اور دُعا کرتا رہ کہ اللہ میرا علم بڑھائے +

چونکہ قرآن مجید سب کے لئے ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو مندرجہ بالا دُعا مانگنی چاہیئے۔ مگر دُعا کرنیوالے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جس امر کے لئے دُعا مانگے۔ اُس کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے بذاتِ خود کوشش بھی کرے۔ اس آیت سے تعلیمِ نسواں کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ہمیں اپنی تعلیم کو پسِ پُشت نہیں ڈالنا چاہیئے بلکہ حصولِ علم کے لئے کوشاں ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی بتلائی ہوئی دُعا کر سکیں +

خدا تعالیٰ نے ہمیں خاص مقاصد کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔ وہ مقاصد خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرما دیئے ہیں۔ مگر جو بے علم اور جاہل ہے وہ کیسے قرآن مجید کو پڑھ سکتی ہے۔ اور اپنے دنیا میں آنے کے مقاصد سے بخوبی آگاہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مقصدِ پیدائش معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم علم حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:۔

یرفع اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰتٍ + ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے اور علم والوں کے درجات بلند کرتا ہے +

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ علم والیوں کے درجات بلند کرنے کا وعدہ فرماتا ہے۔ ہم سب کو درجات کی بلندی کی آرزو ہے۔ مگر کتنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فرمودہ گُر کے مطابق بلندی کو حاصل کرنیکے لئے کوشاں ہیں؟ یقیناً ہم اس کا یہی جواب دینگی۔ کہ ہم میں سے بہت تھوڑی ہیں جو اس قرآن مجید میں بیان کیئے ہوئے گُر کے مطابق عمل کرتی ہوئی دنیائے جہالت کو مصباحِ علم سے منور کرتی ہیں۔ خدائے عزّ و جلّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

KHILAFAT LIBRARY

اور مجھ سے ڈرو (پ ۲ ع ۲)

اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

اللہ کی حقیقی خشیت وہی رکھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں (پ ۲۲ ع ۱۶)

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے یعنی دل میں حقیقی خشیت پیدا کرنیکے لئے علم کا حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے +

"جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلے تو واپس گھر آنے تک اُس شخص کی مانند ہے جو فی سبیل اللہ مجاہد ہو"

مندرجہ بالا نبی کریم صلعم کا فرمان ہے۔ اس سے علم کی وقعت ظاہر ہوتی ہے۔ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حصولِ علم کے لئے گھر چھوڑنے کو جہاد کرنے کے لئے جانے کے برابر قرار دیتے ہیں۔ سب یہ مانتے ہیں کہ جہاد کا بڑا بھاری ثواب ہوتا ہے اور حضور علم کی طلب میں

KHILAFAT LIBRARY

گھر سے نکلنے کو جہاد کے برابر بتاتے ہیں۔ پس حصولِ علم اس حدیث کی رُو سے ایک بڑے بھاری ثواب کا کام ہے ؏

دنیا میں جتنی دولتیں یا دیگر چیزیں ہیں اگر انہیں خرچ کیا جائے۔ تو گھٹتی ہیں۔ مگر علم ایک ایسی دولت ہے۔ کہ اسے جتنا خرچ کیا جائے اُتنی ہی بڑھتی ہے۔ اس واسطے عقلمندوں کا فرض ہے کہ ناپائیدار دولت کے پیچھے پڑنے کی بجائے اس اعلیٰ قسم کی دولت یعنی علم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں ؏

ایک عربی شاعر کہتا ہے:-

من لیس فیہ علم لیس ھو رجل۔ یعنی جس میں علم نہیں وہ آدمی نہیں ؏

یہ قول بالکل سچ ہے۔ اگر انسان علم حاصل نہ کرے مقصدِ پیدائش سے بالکل ناواقف رہے۔ تو وہ اشرف المخلوقات یعنی انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ تو حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ حیوانوں کو تو خدا تعالیٰ نے عقل ہی نہیں دی۔ وہ نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتے۔ مگر انسان کو تو خدا تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے تو اگر یہ اُن دی ہوئی طاقتوں کو استعمال میں نہیں لاتا۔ تو حیوانات جو ان طاقتوں سے محروم ہیں اُن سے بدتر ہے۔

آخر میں دُعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؏

راقمہ ع۔ ب بنت چوہدری غلام حسن صاحب
سفید پوش۔ چک نمبر ۸ جھنگ برانچ
ضلع لائل پور

غرور

غرور کیسی بُری چیز ہے۔ اور اس سے بچنے کی کسقدر ضرورت ہے۔ اس کا اندازہ صرف اُسوقت ہوتا ہے جب کوئی شخص ہم سے غرور کے ساتھ پیش آئے۔ جب تک ہم دوسروں سے غرور کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ہمیں غرور بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس ادا سے ہمیں بڑا لطف آتا ہے۔ لیکن جب دوسرے ہم سے غرور کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ تو ہمیں بڑی ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ اور ہم اس حرکت ناشائستہ کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ تمھیں غرور کے معنے معلوم ہیں؟ غرور کے معنے ہیں دھوکا کھانا۔ اپنے آپکو دوسرے سے افضل اور دوسرے کو اپنے آپ سے کم رتبہ سمجھنا۔ اب ظاہر ہے۔ کہ دھوکہ کھا کر ہی کوئی اس بیوقوفی کا مرتکب ہوگا۔ کہ کسی کو اپنے آپ سے حقیر اور کمتر سمجھے۔ ورنہ جو شخص اپنی اور اپنے نفس کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ وہ کبھی ایسی غلطی میں مبتلا نہیں ہو سکتا غرور ہمیشہ جہالت اور بیوقوفی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ دونو باتیں مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہیں۔ لہٰذا مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ مغرور ہوتی ہیں۔ ایک مغرور آدمی کی مثال بالکل ایک بچہ کی ہے۔ جو ایک جھوٹی گھڑی کو سچی سمجھ رہا ہے۔ اور کانچ کے نگینہ کو ہیرا جانتا ہے۔ لیکن جب وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اور اُسے نیک و بد کی تمیز آجاتی ہے۔ تو اپنی غلطی کا معترف ہوتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ فخر و ناز صرف

اُنہی باتوں پر زیبا ہے جو مستقل دائمی اور فنا سے محفوظ ہوں۔ اس کے برخلاف جو خوبیاں ہمیشہ نہیں رہ سکتیں۔ اور جن کو زوال کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اُنپر فخر کرنا بڑی نادانی کی بات ہے۔ پس جب تمہارے دل میں غرور پیدا ہو۔ اور تم اپنے آپ کو کسی سے افضل سمجھنے لگو یا تمہاری زبان پر ایسے الفاظ آنے لگیں۔ جن سے دوسروں کی تحقیر اور دلشکنی ہوتی ہو۔ تو ذرا دیر کے لئے خاموش ہو جاؤ۔ اور اپنے دل میں غور کرو۔ کہ جن باتوں پر تمہیں غرور پیدا ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ تمہارے قبضہ میں رہ سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں رہ سکتیں تو اپنی زبان کو دوسروں کی دل آزاری سے آلودہ نہ کرو۔ اور اپنے دل کو غرور سے پاک کر ڈالو۔

ایک عورت کو غرور کی سب سے پہلی تعلیم آئینہ سے ملتی ہے۔ وہ سادہ لوح اپنا عکس دیکھ کر تمام کنبہ کی عورتوں سے مقابلہ شروع کر دیتی ہے۔ اگر اس کا رنگ گورا ہے۔ تو تمام سیاہ فام عورتیں اسکی نظر میں ذلیل ہیں۔ اگر اسکے نقش ونگار دلفریب اور چہرہ خوبصورت ہے۔ تو وہ تمام بی بیوں کو حقیر سمجھتی ہے۔ جن کے ساتھ صورت آفرین نے اتنی فیاضی سے کام نہیں لیا ہے۔ وہ نشۂ غرور میں سرشار ہو کر ایسی ازخود رفتہ ہو جاتی ہے۔ کہ ان انسانی خوبیوں کو بھی نظر انداز کر دیتی ہے۔ جن کے مقابلہ میں خوبصورتی کوئی چیز نہیں۔ محفل میں بیٹھکر اس کی زبان کھلتی ہے۔ وہ کسی کے رنگ پر معترض ہے۔ کسی کے قدو قامت پر حرف گیر ہے۔ کسی کی آنکھ پر نکتہ چین ہے۔ اور کسی کی گفتار و رفتار پر زہر اُگل رہی ہے۔ حُسن و صورت پر غرور کرنیوالی عورتیں اگر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ یہ کیسی زوال پذیر چیز ہے۔ تو انہیں کبھی غرور پیدا نہ ہو۔ بالوں کی کثرت اور درازی پر کوئی کیا اترائے۔ جو معمولی بخاروں میں گر جاتے ہیں۔ پھول سے رُخساروں پر غرور کا کیا موقع ہے۔ جن کی شادابی اور صفائی معمولی جھائیوں سے خاک میں مل جاتی ہے۔ بڑی بڑی آنکھوں پر ناز فضول ہے۔ جن کو ایک ادنیٰ سی شکایت بے نور کر سکتی ہے۔ رفتار و گفتار پر فخر کرنا انتہائی بیوقوفی ہے۔ جبکہ زبان میں ایک آبلہ پیدا ہونے سے لب و لہجہ کی شیرینی برباد ہو جاتی ہے۔ اور ایک معمولی سی چوٹ رفتار کی رعنائی کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ حُسن و صورت کے بعد عورتوں کیلئے غرور کا دوسرا موقع عقل و تمیز ہے۔ ایک عقلمند عورت جسے اپنی سلیقہ شعاری اور تمیز داری پر ناز ہے۔ ایک بیوقوف اور ناتجربہ کار عورت پر ہنستی ہے۔ اور اُسے اپنے مقابلہ میں نہایت حقیر سمجھ کر طعن و طنز اور تمسخر میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتی۔ لیکن تمہیں خبر ہے کہ اخلاط و عناصر کی معمولی کمی بیشی اور دماغ کی ادنیٰ خرابی سے عقل و حواس میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اپنی سلیقہ شعاریوں پر کبھی نہ اتراؤ۔ اور خدا کی اس نعمت پر شکر گذاری کی جگہ دوسروں کی دل آزاری سے کفرانِ نعمت نہ کرو۔ صورت و سیرت کے بعد غرور کا تیسرا موقع لباس و زیور کی آراستگی سے ہم پہنچتا ہے۔ اور لباس و زیور کا یہ حال ہے۔ کہ آفتاب کے سایہ کی طرح اُسے قرار نہیں۔ ایک چھوٹی سی صندوقچی میں سما جانے والے

KHILAFAT LIBRARY

زیور کی کیا بساط ہے۔ دنیا میں وہ سلطنتیں نہ رہیں جو ہاتھیوں کی برابر وزن کرکے سونا معمولی انعام واکرام سے ڈالتی تھیں۔ ایک عورت جس کا شوہر معمولی تنخواہ دار ہے۔ یا چند گاؤں کا زمیندار ہے۔ اور اس کی آمدنی سے بچا بچا کر کچھ رقم بیوی کے حصے میں بھی آجاتی ہے۔ کیا غرور کرسکتی ہے۔ اور کیونکر کہہ سکتی ہے۔ کہ وہ جن عورتوں کو غریب جانکر حقیر سمجھ رہی ہے۔ کل خدا اُن کو امیر نہیں بنادیگا۔ بعض بیوقوف عورتیں اولاد پر غرور کرتی ہیں۔ اور جن مصیبت زدوں کو یہ نعمت نصیب نہیں اُن کے مقابلہ میں فخر کرتی ہیں۔ کاش انکو معلوم ہو۔ کہ زندگی کی بنیاد ہوا کی موج پر ہے۔ اور کاش انہیں موت و زندگی کے کرشمے دیکھ کر اس فیصلہ کا موقع ملا ہو۔ کہ بچے گلاب کے شگوفوں سے زیادہ نازک ہوتے ہیں جو ہوا ہی سے کھلتے ہیں۔ اور ہوا ہی سے مرجھا جاتے ہیں۔ غرض انسان کو چاہیئے۔ کہ کبھی نعمتوں پر مغرور نہ ہوا کرے۔ اور مسرتوں کو ہمیشہ فانی سمجھے۔ مغرور لوگوں پر جب مصیبت آتی ہے۔ تو کسی کو ان کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی۔ اور کوئی شخص اِن کے لئے دست بدعا نہیں ہوتا اسکے برخلاف منکسر اور متواضع بندوں پر جو خلقِ خدا کی دلجوئی کی صورت میں نعمتوں کا عملی شکریہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اوّل تو کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی۔ اور اگر اتفاقاً وہ کسی آزمائش میں مبتلا بھی ہوجاتے ہیں۔ تو ہر شخص انکے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے۔ اور ہزار پیشانیاں اُنکی عافیت طلبی کیلئے سربسجود ہوتی ہیں۔ پس ہم سب بہنوں کو چاہیئے۔ کہ جس طرح ہوسکے اس وبا سے بچیں ہم سب بہنوں کو خداوند کریم اس سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

خاکسار افضل النساء بیگم۔ ہوشیار پور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلاموں سے سلوک اور شفقت

KHILAFAT LIBRARY

۔۔ حمیدہ ۔۔

ہمارے سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن سلوک کے اظہار پر قلم اُٹھانا کوئی آسان بات نہیں خصوصاً مجھ جیسی بے مایہ اور بے سروسامان کے واسطے جس کا دائرہ علم نہایت مختصر۔ احاطہ معلومات نہایت تنگ اور علمی لیاقت نہایت محدود ہے۔ مگر تاہم اسپر عرض کرنا فرض سمجھتی ہوں +

دیکھئے ہمارے سرور دوجہان صلعم نے اُس زمانے میں بھی جبکہ مختلف ممالک کے لوگ غلاموں پر طرح طرح کے ظلم کو روا اور جائز سمجھے ہوئے تھے۔ ایسے وقت میں آپ نے غلاموں سے ایسے ہمدردانہ سلوک کیئے ہیں۔ کہ انکی وجہ سے دشمن بھی آپ کے اخلاق فاضلہ کی وسعت پر عش عش کر اُٹھتا ہے۔ اور اس ضمن میں ہم جتنا بھی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اُتنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان و شوکت سنجیدگی اور حلم کا بڑھتا ہوا۔ ثبوت ہمیں نظر آتا ہے +

جس زمانے میں مکہ میں سخت قحط پڑا باشندگان مکہ نہایت پریشان ہوئے۔ ہزاروں جانیں بے آب و دانہ ضائع ہونے لگیں۔ کوئی کسی کو نہ پوچھتا تھا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی +

ایسے آڑے وقت میں اُس رحمۃ للعالمین نے لوگوں کی ہمدردی اور اعانت اس درجہ کی۔ کہ ہر ایک دل سے دُعا نکلنے لگی۔ آپؐ کی ایسی رحیمانہ طرز ادا نے حضرت خدیجہؓ پر بھی بیحد اثر کیا۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے تمام مال کا آپؐ کو اختیار دیدیا +

اُس قحط کے زمانے میں۔ آپؐ نے بہت سے غلاموں غریبوں بےکسوں تنگدستوں کی۔ ہر طرح اعانت اور مدد کی۔ اور ایسے زمانے میں آپؐ نے لوگوں کو غلاموں پر شفقت کرنیکا پہلا عملی سبق دیا۔ جس سے اہل مکّہ کے دلوں میں آپؐ کی محبّت کا نقش بیٹھ گیا۔ حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے نے ایک ہونہار لڑکے کو جسے اُسکے قبیلے کے دشمن گرفتار کر کے بیچنے لائے تھے ۔۔۔۔۔۔ ۔۔ بازار عکاظ میں چار سو درہم کے عوض مول لے لیا۔ اور اس غلام کو اپنی چچی کی نذر کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے اس لڑکے کو آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اسکو اس شفقت سے پرورش کیا۔ کہ غلام اور مالک خادم اور مخدوم کا فرق مٹا دیا۔ حتیّٰ کہ لوگ کہتے تھے۔ کہ غلام نہیں بلکہ آپؐ کا بیٹا ہے +

یہ غلام جس کا شمار مومنین اوّلین میں کیا جاتا ہے۔ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان قربان کر دی اور زندہ جاوید ہو گیا۔ زید بن حارث تھا۔ جب حضرت حارثؓ نے سُنا۔ کہ میرے بیٹے کو دشمنوں نے بیچ ڈالا ہے۔ تو مکّہ آیا۔ جب وہاں سُنا کہ آنحضرت صلعم نے اُسکو آزاد کر دیا ہے۔ اور آپؐ کمال شفقت سے پیش آتے ہیں۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور بیٹے کو گھر لیجانے کیلئے کہا +

مگر وہ سچّا فدائی جس کا دل بندۂ کرم ہو چکا تھا۔ جس کو آپؐ کے وسیع اخلاق نے مول لے لیا تھا۔ کسی طرح آپؐ کی رفاقت چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا۔ سچ ہے۔ کہ احسان عجیب سکہ ہے۔ کہ ہر جگہ چلتا ہے۔ نہ اس میں بٹہ لگتا ہے نہ خسارہ۔ ہر جان جو قارون کے خزانے سے بھی خرید نہیں ہو سکتی اس سکّہ سے مول لے سکتے ہیں +

بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سینکڑوں نہیں ہزاروں سال سے جو قوم غلام اور مظلوم چلی آتی تھی۔ اس پر ایسی شفقت فرمائی کہ ہمیشہ ہمیش کیلئے اُسے اپنا گرویدہ بنا لیا +

ایسے ہی حضرت زیدؓ کے بیٹے اُسامہ کو آپؐ نے ایک دفعہ ایک بہت بڑے لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ جیسے باوقار بارُعب شخص موجود تھے۔ مگر آپؐ نے ایک غلام زادہ کو ترجیح دی۔ جو اس کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ آپؐ غلاموں کے مامن اور غلامی کے دشمن تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے اپنے غلام پر سختی کی اور بُرا بھلا کہا۔ اسپر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم (فداہ ابی وروحی) کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ تو آپؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔ کہ تم میں ابھی تک جہالت باقی ہے۔ یہ تمھارے بھائی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تمھیں ان پر فضیلت دی ہے۔ اگر یہ تمھارے مزاج کے موافق نہ ہوں۔ تو انکو فروخت کر ڈالو۔ مگر ان کو ستایا مت کرو +

اسی طرح ایک دفعہ ابو مسعودؓ انصاری نے اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ کہ پیچھے سے آواز آئی۔ کہ ابو مسعودؓ جسقدر تم کو اس غلام پر اختیار ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس سے کہیں بڑھ کر تم پر ہے۔ جب انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ انہوں نے فوراً عرض کیا۔ کہ حضورؐ مَیں اسکو آزاد کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تو اسکو آزاد نہ کرتا۔ تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی +

ایک دفعہ آپؐ کہیں باہر تشریف لیجا رہے تھے۔ تو آپؐ نے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار ہے۔ اور اس کا غلام پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ تو آپؐ نے اُس شخص کو فرمایا۔ اسکو پیچھے بٹھالو۔ آخر یہ تمہارا بھائی ہے۔ اس کی رُوح بھی ویسی ہی جیسی تمہاری ÷

ابن جوزی کی مُسند میں لکھا ہے۔ کہ آپؐ نے تنتالیس غلام اور گیارہ لونڈیوں کو آزاد کیا ہے۔ بعض مورخوں نے اس سے بھی زیادہ تعداد بتائی ہے۔ کیونکہ آپؐ عموماً جنگی قیدیوں کو بھی آزاد کر دیا کرتے تھے۔ فتح مکّہ کے وقت آپ نے اسّی آدمیوں کو آزاد کیا۔ حالانکہ اہلِ مکّہ نے جو جو ظلم و ستم آپؐ پر کیئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ مکّہ والے خوف سے کانپ اور لرز رہے تھے۔ کہ ابھی ہم سے وہی سلوک ہوگا۔ جو ایک ظالم قوم سے ہوُا کرتا ہے۔ مگر اس رحمۃ للعالمین نے دنیا کو حقیقی رحمت بنکر ثابت کر دیا۔ دنیا میں کسی قوم کے ہادی کے اخلاق فاضلہ کی وسعت پر اس قدر دلائل نہیں مل سکتے جس طرح ہمارے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ÷

اِسی طرح قوم ہوازن کے چھ ہزار قیدی جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ انکو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیا ÷

یک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ اور اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کونسا عمل جنّت کے زیادہ نزدیک کرنیوالا ہے آپؐ نے فرمایا غلام آزاد کرنا۔ اور آپؐ نے فرمایا خلا تدعوھم سحلاً علی النّاس۔ یعنی غلاموں کو آزاد تو کرو۔ مگر ایسی حالت میں۔ کہ وہ اپنی زندگی آسودگی سے گزار سکیں۔

آجکل کی مہذب اقوام میں غرباء اور غلاموں اور مزدوروں کا جو درجہ ہے۔ پہلے زمانے کے غلاموں سے کہیں بدتر ہے۔ لیکن اُس چشمہ رحمت نے تیرہ سو سال پہلے غریبوں اور غلاموں سے جو حُسن سلوک کیا۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں ملنی محال ہے ÷

اللّٰھمّ صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

خاکسار سردار بیگم اہلیہ محمد افضل شاہ

حضرت فاطمہؓ
خاتون جنّت

KHILAFAT LIBRARY

[بنت الرسولؐ کی شان سے کون مسلمان انکار کرسکتا ہے۔ آپؓ کے حالات زندگی خواتین کے لئے بالخصوص سبق آموز اور قابل تقلید ہیں اس لئے ان کا مطالعہ مفید و بابرکت ہے۔ الواعظ شیعہ رسالہ میں آپؓ کے حالات زندگی مختصر شائع ہوئے ہیں۔ جن کا اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)]

ولادت آپؓ کی ۲۰۔ جمادی الاُخرےٰ کو بعثت کے چار سال بعد واقع ہوئی اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنہ بعثت میں ۲۹ رجب کو انتقال فرمایا۔ لہٰذا بوقت وفات خدیجہؓ۔ آپؓ کی عمر شریف کُل پانچ برس ایک ماہ دس یوم کی تھی۔ پانچ برس کے بچّے کے سر سے ایسی مہربان ماں کے سایہ کا اُٹھ جانا کچھ کم الم انگیز و مصیبت خیز نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے آپؓ کی پرورش

در پرداخت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ خود متولی پرورش ہوئے۔ اپنے خاندان کی بھی کسی خاتون کے سپرد نہیں کیا۔ اور اسی وجہ سے تین برس تک آپؐ نے کوئی عقد نہیں فرمایا۔ تا اینکہ جناب معصومہ کی عمر شریف کے دس برس اسی طرح بسر ہوئے۔ گیارھویں برس رجب ۲ھ ہجری میں بحکم خدا عز و جل آپؓ کی تزویج علیؓ بن ابی طالب سے واقع ہوئی ٭

دو بیٹے امام حسنؓ امام حسینؓ اور دو صاحبزادیاں زینبؓ، ام کلثوم، ۱۵ رمضان ۳ھ ہجری کو امام حسنؓ پیدا ہوئے۔ اور ۳ شعبان ۴ھ ہجری کو امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ جن کی حمل و رضاعت کا زمانہ کل تیس ماہ تھا۔ جناب زینبؓ و ام کلثوم کی تاریخ ولادت و وفات صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئی۔ جناب زینبؓ کا عقد عبد اللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا۔ اور جناب ام کلثومؓ محمد بن جعفر سے منعقد ہوئیں۔ اور حضرت خلیفۂ ثانی عمرؓ بن خطاب سے انکا انعقاد غلط محض ہے (اس کا ثبوت منشی خادم حسین صاحب خادم کے مضامین میں موجود ہے۔ ایڈیٹر مصباح)

جیسے شوہر تارک دنیا تھے ویسی ہی بی بی بھی تارک دنیا تھیں۔ آپؓ کی تنگدستی کی انتہا نہ تھی۔ یہاں تک کہ فاقہ پر فاقہ کی نوبت آجاتی تھی۔ باہر کا کام علیؓ کرتے تھے۔ گھر کا کام معصومہؓ انجام دیتی تھیں۔ ایک روز آنحضرتؐ سے خادمہ یا کنیز کی خواہش کی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہاں کی ایک کنیز چاہیئے۔ یا وہاں کی ستر۔ دونو خداشناس زن و شوہر وہاں کی ستر کنیزوں پر راضی ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ایک تسبیح اپنی بیٹی کو تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہؓ کہلاتی ہے جسکو ان دونو نے زندگی بھر چھوڑا۔ نہ ان کے پیروان خاص چھوڑتے ہیں ٭

کچھ عرصہ کے بعد آنحضرتؐ نے فضہؓ کو خدمت کے لئے مقرر فرمایا۔ جن سے ایک دن درمیان دیگر کام لیا جاتا تھا یعنی ایک روز تمام گھر کا کام فضہؓ کرتی تھیں اور دوسرے روز خود سیدہؓ۔ بہ نفس نفیس تمام خدمات انجام دیتی تھیں جسمیں فضہؓ کے ضروریات بھی شامل تھے ٭

آپؓ اکثر چکی پیسا کرتی تھیں اور پانی بھی بھرتی تھیں اور اکثر اجرت پر ریشم یا سوت کاتا کرتی تھیں۔ مگر اس اجرت میں عدالت کا خاص لحاظ رہتا تھا مثلاً اگر تین پاؤ یا تین سیر جو آپؓ کو اجرت میں ملے تو آپؓ نے اسکے تین حصے کئے۔ ایک حصہ ریشم یا سوت کا کاتا تو ایک ہی حصہ جو کا بھی صرف کیا۔ یہ نہیں کہ ریشم یا سوت کا ایک حصہ کاتا ہو اور ڈیڑھ حصہ یا دو حصہ جو کے صرف کر ڈالے ہوں۔ اس عمل سے امت کی عورتوں کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ کل کے بھروسے پر آج مصارف میں زیادتی نہ کرو اور کل کا خرچ آج نہ اٹھاؤ بلکہ جتنی اجرت ملے اسمیں سے آج اسی قدر صرف کرو جسقدر کا استحقاق پیدا ہو گیا ہو ٭

آپؓ کبھی علیؓ سے کوئی فرمائش نہ کرتی تھیں اور جو کچھ علیؓ کما کر لاتے تھے اسکی قلت و کثرت کا خیال نہ فرما کر کبھی اپنے شوہر کو رنجیدہ نہ ہونے دیتی تھیں اور جو کچھ میسر آتا تھا اسکو صبر و شکر کے ساتھ صرف کرتی تھیں اور دنیا کی رنج و راحت و آرام و مصیبت پر کبھی اعتنا نہ فرماتی تھیں ٭

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کے نزدیک فاطمہؓ کے نو نام ہیں، فاطمہ، مبارکہ، طاہرہ، زاکیہ،

KHILAFAT LIBRARY

راضیہ، مرضیہ، محدثہ، زہرا، صدیقہ، (امالی خصال معانی الاخبار)

جناب سیدہؓ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بہت دنوں نہیں زندہ رہیں، چالیس روز یا پچہتر روز یا تین ماہ تین روز یا زیادہ سے زیادہ چھ ماہ۔ اس سے زیادہ کی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری۔ مگر اسی قلیل زمانہ میں کچھ مصائب اُن معظمہ پر گذر گئے کہ قبر رسولؐ پر جا کر ارشاد فرماتی تھیں:۔ ؎

صبت علیّ مصائب لو انّھا

صُبّت علی الایام صرن لیالیا

مجھ پر کچھ مصیبتیں گذر گئیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتے۔ بہرحال جیسا کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سیدہ! میرے اہلبیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہو جاؤ گی ویسا ہی ہوا کہ اُن معظمہ نے بنا بر مختار علمائے متاخرین کے تیسری جمادی الاُخرےٰ ۱۱ھ ہجری کو دار دنیا سے دار آخرت کی طرف انتقال فرمایا، امیر المومنینؑ متولی غسل و کفن ہوئے، اور مع جماعت بنی ہاشم نماز جنازہ ادا کر کے بنا بر قول مشہور کے قبرستان بقیع میں رات کے وقت دفن کر دیا۔

حل طلب معمہ

ایک جگہ ایک دریا بہتا تھا اس کے کنارے پر ایک کشتی بندھی تھی وہاں پر ایک راجہ اور اسکی رانی وزیر اور اسکی بیوی بھنگی اور اسکی بھنگن آ پہنچے ان سب نے پار اُترنا ہے اس کشتی میں دو آدمیوں سے زیادہ سوار نہیں ہو سکتے ڈوبنے کا خطرہ ہے اور کوئی مرد اپنی بیوی کو اکیلا دوسرے مرد کے پاس چھوڑنا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ بھنگی بھی اپنی بھنگن کو اکیلا چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ اِدھر بھنگی اور بھنگن کے پاس کوئی بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ بتاؤ وہ سب کس طرح پار اُتریں گے؟

مبارکہ بانو بنت ڈاکٹر محمد علیخاں احمدی مرحوم از قادیان

عبادت

KHILAFAT LIBRARY

یہ دُنیا سدا رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ جو کوئی اس میں آتا ہے۔ آخر ہاتھ جھاڑ کر چلا جائے گا۔ جتنے دن عمر کے لکھے ہوئے ہیں۔ ایک دن بھی آگے پیچھے نہ ہو گا پس پیاری بہنو! ہمیں چاہیئے۔ کہ چلنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ اور دنیا کے لالچوں میں خدا کو نہ بھول جائیں۔ جو لوگ دُنیا کے واسطے دین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا اُن سے قیامت کے دن بات نہیں کریگا۔ بلکہ اُن کی شکل نہیں دیکھیگا۔ جو بہن چاہتی ہے۔ کہ میرا ربّ مجھ سے راضی ہو۔ اُسے چاہیئے کہ اپنے پاؤں پھونک کر زمین پر رکھے۔ نہیں تو لالچ کے کانٹے اُسکے پاؤں میں چُبھ جائینگے۔ تو پھر وہ نکلنے بہت ہی مشکل ہونگے۔ اے ہمارے خدا ہم بھولنے والے انسان ہیں۔ تیرے ہم پر بہت احسان ہیں جو ہم ایک قطرہ احسان بھی ادا نہیں کر سکتے۔ تُو اپنے فضل و کرم سے ہماری مدد کر آمین۔ خداوند تعالیٰ نے ہم کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یہ عبادت بلا وجہ نہیں۔ بلکہ ہم پر اسکے بڑے فضل ہیں۔ اور احسان جن کو ہم ہرگز نہیں بھول سکتے۔ اور ہم کو وہ کچھ دیا ہے جس سے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ ہوا کو دیکھو جس سے سانس لیا جاتا ہے۔ پانی کو دیکھو جو پیا جاتا ہے سورج اور چاند جن سے روشنی پہنچتی ہے۔ انمیں سے کوئی چیز بھی نہیں جسکی قیمت ہو۔ اگر انکا کچھ مول ہوتا تو غریب بچارے تو جیتے جی ہی مر جاتے جو ہستی ان چیزوں کو مفت دیتی ہے کیا ہم پر واجب نہیں اسکا شکریہ ادا کریں۔ اگر ہم دن رات سجدے میں پڑے رہیں۔ اور ہر وقت دُعا مانگتے رہیں تو بھی خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا پس غافل ہے وہ شخص جو خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان نہیں رکھتا۔ خدا ہم سب بہنوں کو توفیق دیوے کہ ہم عبادت میں مشغول رہیں۔

[illegible] ۱۲۶

موسیٰؑ و عیسیٰؑ خلیل اللہ نبیؐ
صوفیاء اور اصفیاء اور اولیاء
جن کے آنے سے جہاں روشن ہوا
یہ کرشمے ہیں سبھی اس راز کے

اور محمدؐ مصطفےٰؐ عالی تبار
انبیاءؑ سارے جہاں کے بے شمار
جو چمکتے ہیں سدا خورشید وار
دیکھتے ہیں جو کہ ہم لیل و نہار

الغرض دنیا کا ہے یہ سلسلہ
ہے اسی پر نخلِ آدم کی بناء

اے ہماری لاڈلی امۃ الحفیظ
اے کہ تو ہے باعثِ تسکینِ قلب
قلبِ مضطر کا سہارا تو بنی
گھر نیا آباد کرنا تجھ کو ہے
جا تجھے جانا مبارک ہو عزیز

جانِ ماں کی، باپ کی لختِ جگر
اور ہماری آنکھ کی نورِ نظر
شاق ہے تیری جدائی سر بسر
اس لئے لیتے ہیں ہم یہ دردِ سر
ہو تصدق تجھ پہ ہر دم سیم و زر

تو جہاں میں ہر گھڑی پھولے پھلے
تا ہماری آنکھ بھی ٹھنڈی رہے

یہ نظم عزیزہ امۃ الحفیظ کے رخصتانے کی تقریب پر ۷ر نومبر ۱۹۳۰ء کو لکھی گئی اور مستورات کے سامنے پڑھی گئی۔ انہی کے اصرار پر "مصباح" میں برائے اشاعت دی جاتی ہے۔ خاکسار علی محمد صابر قادیان

مصباح کے بہی خواہوں سے

میں کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ مصباح کا فنڈ کمزور ہو رہا ہے اور خواتین جماعت احمدیہ اپنے اخبار کی طرف بہت کم توجہ دے رہی ہیں۔ اخبار ان کی خدمت میں باقاعدہ بھیجا جا رہا ہے لیکن جب وی پی کیا جائے تو اکثر انکاری آجاتے ہیں۔ دو روپے آٹھ آنہ سالانہ ۳ر ماہوار کوئی بڑی بات نہیں لیکن نہ صرف وی پی وصول کئے جائیں بلکہ توسیع اشاعت کیلئے مصباحی بہنیں خصوصیت سے کوشش کریں کم ازکم دو سو مزید خریدار اس مہینے میں اخبار کیلئے پیدا ہو جائیں نیز مضمون نگار بہنیں بالکل خاموش ہیں وہ مفید علمی و مذہبی و تاریخی و معاشرتی و دستکاری کے مضامین لکھ کر بھجوائیں۔ مضامین بہت کم ہوتے ہیں صرف نو آموز لڑکیاں کچھ لکھ بھیجتی ہیں اور جو لکھنا جانتی ہیں وہ خاموش ہیں۔

اکمل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح ۔ قادیان دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

خوبصورت چڑیا

یہ پھول
میز پوش کے
کونوں پر
یا تکیہ کے
غلاف پر نکالا جاتا
ہے پتے سبز کاڑھے جائیں
پھول ہلکا گلابی یا سرخ ہو چڑیا
کی دُم سبز رکھی جائے اور بازوؤں کا
حصہ زرد دھاگوں سے کاڑھنا چاہیئے
جو بہنیں اپنی چڑیا کو سونے کا نوالہ کھلانا
چاہیں وہ چونچ میں ایک سنہری
موتی ٹانکدیں، گو یہ پھول ریشم سے
بھی کاڑھ سکتے ہیں، لیکن ڈی ایم سی کے
گولوں سے نکالا ہوا پائیدار ہوتا ہے ؛

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا